حضرۃ مولانا محمد علی سواتیؒ

استاد دار العلوم حقانیہ

کی

وفات

تعزیتی اجتماع میں

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق مدظلہ

کا خطاب

حضرت مولانا محمد علیؒ استاد دار العلوم حقانیہ کی وفات کے موقع پر دار العلوم کے دار الحدیث ہال میں تعزیتی اجتماع ہوا جس میں تمام اساتذہ وطلباء نے شرکت کی۔ حضرت مولاناؒ کے ایصالِ ثواب کے لئے ختمِ قرآن شریف ہوا جسکے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق مدظلہ نے اپنے دعائی کلمات میں انتہائی رقت انگیز طریقہ سے حضرت مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ ان کے یہ خطبات انہی کے الفاظ میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (انوار الحق مدرس دار العلوم حقانیہ)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ موت العالِم موت العالَم۔ موت ہر کسی کو آنی ہے حتیٰ کہ ابنیاء کو بھی موت آئی۔ کل من علیہا فان۔ مگر فنا فنا میں فرق ہے۔ ایک فنا وہ ہے کہ صرف ایک انسان پر طاری ہو جائے جس نے صرف فردِ واحد کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس آدمی کا مقصدِ زندگی اپنے خوراک، لباس و مکان کے لئے تگ و دو کرنا تھا۔ اس کے مرنے سے صرف اس کے اپنے مفادات ختم ہو جاتے ہیں، اسکی زندگی کا مقصد صرف اپنی "انا" کی الآئش وارائش تھا۔ دوسری موت وہ کہ ایک فرد کے مرنے سے اس کے خاندان اور کنبہ کو نقصان پہنچے کیونکہ یہ آدمی سارے کنبہ، رشتہ داروں اور عزیزوں کا خیر خواہ ومعاون تھا۔ تیسری موت اس شخص کی ہے کہ اس کا مرنا ساری مخلوق کے لئے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہو۔ یہ وہ موت ہے کہ آدمی اپنی ذات، خوراک، مکان، اور عزیزوں کی فکر میں نہ ہو اور نہ اس کو اپنی اولاد اور کنبے کا خیال ہو بلکہ کل مخلوق و قوم کی زندگی کی بہتری کا طلبگار ہو۔ اسکی نشست و برخاست۔ سونا اور اٹھنا مخلوق کی بہتری اور اصلاح کے لئے ہو۔ ایسے آدمی کی وفات سے ساری قوم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ایک عالم کی موت درحقیقت عالَم کی موت ہے۔ خاصکر ایسا عالم جیسے حضرت مولانا محمد علیؒ کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعتِ دین کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ہم سب پر بلکہ پورے عالم اسلام پر ہر عالم کے احسانات ہیں۔ آپ نے بخاری شریف میں پڑھا ہے کہ جبتک علماء موجود ہوں اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہے، قیامت

نہ آئے گی۔ قیامت نہ آنے سے پہلے علماء کی کمی آجائے گی مقتدر اور باعمل علماء روئے زمین سے اٹھتے چلے جائیں گے۔ اور ان کی جگہ جہلاء بیٹھ کر فتاویٰ دیں گے جس سے خود وہ اور قوم بھی گمراہ ہو جائیگی۔ جبتک عالم زندہ ہے۔ اللہ کا نام بھی زندہ رہے گا۔ اور جب عالم نہ رہے گا تو تباہی و گمراہی کا آنا پھر یقینی ہے۔ یہ علماء ہی کی برکت ہے کہ ہم آج نماز، حج، زکوٰۃ و جہاد اور دیگر عبادات ادا کر رہے ہیں۔ اور جب علماء وفات پاکر ان کی جگہ جہلاء لیں گے تو پھر دہریت، الحاد اور زندقہ ہوگا۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ جب روس میں علماء کے وجود کو ختم کر دیا گیا تو اسکی جگہ الحاد اور دہریت نے لے لی۔ اب وہاں اللہ کا نام لینا جرم ہے۔ اور اب آپ کے پڑوس افغانستان میں روسی اپنے نظریات کے پھیلانے کیلئے حملہ آور ہوتے ہیں اور دیندار مسلمان اور علماء جن میں سے اکثر اس دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور پروردہ ہیں ان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ بحمد اللہ اب بھی دنیا کے بڑے خطہ میں اللہ کے نام لیوا کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ورنہ جب خدا کا نام لینے والا نہ رہے تو قیامت آجائیگی۔

آج دارالعلوم حقانیہ اور آپ سب کو جو صدمہ حضرت مولانا مرحوم کی وفات سے پہنچا ہے تو یہ صدمہ بے جا نہیں۔ فی الحقیقت ہم سب کا ناقابل برداشت نقصان ہوا ہے، وہ تو انشاء اللہ یقیناً جنت الفردوس میں جائیں گے وہ حالت سفر میں تھے۔ فقہ حنفی کی مشہور دینی کتاب ہدایہ ان کے سامنے تھی اور حدیث نبویؐ کی معروف دینی کتاب طحاوی شریف اپنے قریب مطالعہ کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ محرم کے مبارک ایام تھے اور اس سے پہلے دو دن باوجود ضعف کے صائم رہے۔ یہ سب برکت کی نشانیاں ہیں۔ دیوبند میں ہمارے ایک استاد حضرت مولانا عبدالسمیع صاحبؒ مشکوٰۃ شریف و مختصر المعانی وغیرہ پڑھاتے تھے، بیمار ہوگئے۔ بیماری بڑھنے پر جب سبق پڑھانے کے قابل نہ رہے تو ان کے اسباق دیگر اساتذہ کو تقسیم کر دئیے گئے کہ جبتک بیماری میں ہیں طلباء کے درس کا سلسلہ جاری رہے۔ حضرت مولاناؒ نے یہ سوچ کر کہ اب میں بیماری کی وجہ سے سبق پڑھانے کے قابل نہیں رہا۔ مدرسہ والوں کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا۔ جب ہمارے شیخ، شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے جاکر فرمایا کہ اے عبدالسمیع کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہو تو تیری بغل میں مشکوٰۃ شریف ہو۔ یہ آپکی کتنی سعادت مندی اور نیک بختی ہوگی۔ اس لئے آپ اپنے نام سے یہ کتاب نہ کاٹیں، پڑھاتے گا کوئی اور مگر فہرست میں بدستور آپ کا نام ہوگا۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا محمد علی کا بھی یہی طریقہ رہا۔ بیماری کا حملہ گذشتہ سال ہوا تھا اس لئے ہم نے امسال ان کو عرض کیا کہ اس سال صرف آرام کی غرض سے دارالعلوم میں رہیں، نقاہت زیادہ ہے اس لئے اپنے آپ پر اسباق کا بوجھ نہ ڈالیں۔ مگر رب العزت کو تو ان کے درجات کو بلند کرنا مقصود تھا تو گھر سے آتے ہی فرمایا کہ میری کتب کو کیوں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور آتے ہی تدریس شروع کر دی۔ اور پھر آخر میں بھی کتب بغل میں لئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حضرت مولانا محمد علیؒ نے قریباً ۳۰ سال انتہائی شفقت محبت اور اخلاص سے تدریس کو جاری رکھا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دارالعلوم نہ نوابوں کا ہے اور نہ امیروں کا اور نہ اس کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ صرف اللہ کے توکل، حضرت مولانا محمد علیؒ اور آپ جیسے اساتذہ و منتظمین، طلباء و معاونین کے خلوص ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرما کر اتنی ترقی سے نواز رہے ہیں۔ —— جیسا کہ میں نے عرض کیا مولانا مرحوم مجسمۂ اخلاص تھے۔ ہمارے ساتھ معاملہ بھائیوں سے بھی زیادہ بہتر رہا۔ دارالعلوم میں عجیب بے تکلفانہ زندگی گزاری۔ سارے طلباء اور اساتذہ کے ساتھ بے تکلف تھے۔ ہر فن کی ہر کتاب پڑھانے میں ماہر تھے۔ حدیث میں ان کو دسترس حاصل تھی۔ فقہ کی اہم کتاب ہدایہ بیس پچیس سال پڑھاتے رہے اور اتنی باقاعدگی اور ناغہ کے بغیر کہ ہر سال رجب کی ۱۵ تاریخ تک اپنی کتابوں کو ختم کر دیتے اور طلباء بھی بے حد مطمئن رہتے۔ امام بخاریؒ نے غالباً کتاب العلم میں فرمایا ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ پہلے حیات اور پھر علم۔ علم کا جب کسی میں اثر آجائے اور علم کا کچھ حصہ حاصل کرے تو خطرہ ہے کہ اس آدمی میں تکبر آ جائے تو فرمایا کہ علم کے ساتھ تواضع آجاتے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی علم کے ساتھ تواضع کی یہ حالت کہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم محمد قاسم اس دیوار سے بھی زیادہ اَن پڑھ ہے۔ امام بخاریؒ کی وصیت پر ہمارے تمام اساتذہ اور خاصکر مولانا مرحوم کا پورا عمل تھا۔ اور ساری عمر انتہائی متواضع رہے۔ اگرچہ مجھ سے کبھی انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ مگر مختلف ذرائع سے مجھے معلوم ہوتا رہا کہ پاکستان کے بڑے بڑے مدارس والوں نے وقتاً فوقتاً حضرت مولانا کو بڑی تنخواہوں کی پیش کش کی مگر وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جنازہ اسی دارالعلوم سے نکلیگا۔

عظیم قناعت اور تواضع کے مالک اور علوم کے جامع تھے۔ آپ سب طلباء اور گزشتہ فضلاء نے انہی اساتذہ سے اسباق پڑھے ہیں۔ تو اب انہی کے علوم کو پھیلاؤ گے۔ انہی اساتذہ میں سے مولانا مرحوم بھی ہیں اور آپ دارالعلوم کے تمام فضلاء کے اشاعتِ دین کا یہ سلسلہ بھی ان کے صدقۂ جاریہ میں شمار ہوگا۔

ابھی عرض کر چکا ہوں کہ آج افغانستان میں بیشتر فضلاء جہاد میں مصروف ہیں۔ یہ انہی اساتذہ جن میں حضرت مولانا محمد علیؒ بھی شامل ہیں کی موت کے بعد اس کا اجر و ثواب ان کے لئے صدقاتِ جاریہ کی حیثیت سے ان کے نامۂ اعمال میں محسوب کیا جائے گا۔

اس وقت ملک و بیرون ملک دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء تدریس و تبلیغ و دیگر دینی امور سرانجام دے رہے ہیں جو انہی اساتذہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور اس کا اجر و ثواب بھی حضرت مولانا مرحوم و دیگر اساتذہ و معاونین دارالعلوم کے حصہ میں آئے گا۔ اس میں بڑا حق اساتذہ کا ہے۔

بھائیو! دارالعلوم میں بہت بڑی خلا پیدا ہوگئی ہے ہم ایک بڑے مقتدر استاذ سے محروم ہو گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولاناؒ کے علمی کمالات، اخلاق، دینداری حسن سلوک کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ تیس سال میں کسی کو سخت

بات نہ کہی۔ رب العزت ان کو جنّت الفردوس نصیب فرماکر ان کے خاندان، اہل وعیال، طلباء، لواحقین اور مدرسہ پر ان کے انوار وبرکات قائم ودائم رکھے۔ اور اس خلاء کو احسن طریقہ سے پُر فرمادے۔

مولانا مفتی محمودؒ

اکابر علماء جارہے ہیں۔ قریبی دنوں میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ جو علم وسیاست کی عظیم ہستی تھی، انتقال فرماگئے، انہوں نے پاکستان میں علم اور علماء کے وقار کو بلند کیا اور علماء کو عزّت کا مقام دیا۔ حکومت اور انگریزی خوان بھی ان سے خائف تھے۔ اور سب پر ان کا رعب تھا۔ انگریز نے علماء کو ذلیل کرنے کی جو ناکام کوششیں کیں وہ ہم کو معلوم ہیں۔ انہوں نے علماء اور مذہب اسلام کو لوگوں کی نظروں سے گرانے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا تھا۔ یہ مفتی محمودؒ ہی تھے کہ انہوں نے دوبارہ علماء کو باعزّت مقام دلانے کیلئے ان طبقوں کو اپنے جرأتمندانہ اقدام اور علمی مہارت سے الزامی اور تحقیقی جوابات کے ذریعے مرعوب کردیا تھا۔ وزیر اعلیٰ جیسی مسند پر بیٹھ کر جب کہ وہ کروڑوں روپے پیدا کرسکتے تھے فقیرانہ زندگی بسر کی اور اپنے لئے مکان تک نہ بنایا۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ کئی لوگوں نے مالی ذرائع سے ان تک رسائی اور فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے سارے دنیاوی جاہ وجلال کو ٹھکرا دیا۔

حضرت تھانویؒ کی ملاقات کے لئے ایک آدمی یورپ سے آیا اور سوال کیا کہ آپ نے بیان القرآن کے نام سے قرآن کی ایک ضخیم تفسیر مرتب کی تو قوم نے آپ کو اس کا کیا عوض اور صلہ دیا۔ حضرت نے فرمایا ہم یہ دینی خدمات اللہ کی رضا کے لئے کر رہے ہیں اس میں عوض لینے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں۔ مفتی محمودؒ صاحب نے دنیا اور اہل دنیا کو دکھا دیا کہ اس دین میں اتنی برکت اور قناعت ہے کہ جب ایک دیندار آدمی بڑے سے بڑے عہدہ پر بھی فائز ہوجاتے وہ سب دنیاوی آلائشوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔ حضرت مولانا محمد علیؒ بھی جاہ وجلال کے طالب نہ تھے۔

چند دن ہوئے بہت بڑے عالم دین حضرت مولانا غلام اللہ خان بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ رب العزت اس امت کو اکابر علماء سے محروم نہ فرمادیں۔ مولانا محمد علیؒ کی موت موت العالم، موت الطلباء، موت الدار العلوم ہے۔ ان کا علمی سلسلہ بند ہوا۔ رب العزت ان پر رحمت نازل فرماکر جن علماء واساتذہ کا زمانہ قریب وبعید میں انتقال ہوا سب کو رحمت کاملہ سے نوازے۔ دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر حضرت مولانا کے اتنے کمالات ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماکر ان کے لواحقین، طلباء وفضلاء کو صبر جمیل اور ہم سب کو ان کے تبلیغی وتدریسی سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ اگر یہ سلسلہ ختم ہوا تو پھر قیامت کے آثار ہیں۔